انجم لاشاری

WWW.NAFSEISLAM.COM

ریشمی رومال تحریک

راز کس نے فاش کیا تھا؟

تھانوی صاحب کو انگریز حکومت ماہانہ چھ سو روپے کیوں دیتی تھی؟ سبب کیا تھا؟

تفصیل سے ملاحظہ ہو

مولانا محمد شاہ امروٹیؒ مرحوم کا دم مرگ انکشاف

ستمبر ۱۹۸۷ء کے آخری ایام تھے ایک دن میں 'مہران کلینک' میں زیر علاج ایک عظیم المرتبت ہستی کی عیادت کرنے گیا جو نہ صرف خود انسانی و شہری حقوق کی جدوجہد میں شریک رہی بلکہ ان کے والد محترم بھی مسلمانان عالم کی یکجہتی اور مسلمانان برصغیر کی آزادی کی جدوجہد میں پیش پیش رہے...... شخصیت تھی مولانا تاج محمود امروٹی کے فرزند ارجمند اور جمعیت العلمائے اسلام صوبہ سندھ کے سربراہ مولانا محمد شاہ امروٹی۔

یہ ان کی زندگی کے آخری ایام تھے 'یوں لگتے' کہ اس وقت وہ بستر مرگ پر تھے۔ ان سے بیٹھا بھی نہ جاتا تھا لیکن روحانی و قلبی طور پر وہ ہمیشہ کی طرح ہشاش بشاش تھے۔ عیادت کیلئے آنے والے تمام اصحاب سے نہایت خندہ پیشانی سے مل رہے تھے۔ اس وقت ان کے کمرے میں جمعیت العلمائے اسلام سندھ کے سیکرٹری جنرل قاری شیر افضل' مرکزی آرگنائزنگ سیکرٹری مولانا عبدالرزاق عزیز' جے یو آئی کے الٹرا لیفٹ کامریڈ رہنما مولانا جاوید نعمانی' مولانا امروٹی کے صاحبزادے' ذاتی ملازمین اور جمعیت کے کئی دوسرے رہنماؤں کے علاوہ بعض دیگر صحافی بھی موجود تھے۔ جو مولانا سے انٹرویو کر رہے تھے۔ سو یہ انٹرویو ہوا اور مولانا محمد شاہ امروٹی بڑی روانی سے مختلف سوالوں کے جوابات دیتے رہے تاہم کئی مواقع پر مولانا عبدالرزاق عزیز نے بھی مولانا امروٹی کی طرف سے جوابات دیئے جن پر مولانا نے صاد کیا۔

انٹرویو کے دوران تحریک خلافت کے پروگرام اور ریشمی رومال کا ذکر چلا تو مولانا نے بتایا کہ ریشمی رومال دراصل ایک طرح کا خط تھا جو تحریک کے تمام بڑے عہدیداروں اور جنود ربانیہ کے کمانداروں تک پہنچایا جاتا تھا۔ اس خط میں تحریک کے صدر حضرت مولانا عبیداللہ سندھی اور جنود ربانیہ کے لیفٹیننٹ جنرل مولانا تاج محمود امروٹی کی طرف سے ایک تاریخ مقرر کی گئی تھی۔ اس تاریخ سے بیک وقت تمام کیمپوں سے انگریزوں کے خلاف انقلابی کارروائیوں کا آغاز ہونا تھا۔ مگر کچھ لوگوں نے انگریزوں کو اس کی خبر کر دی اور یہ پروگرام ناکام ہو گیا۔

ابتدا میں مولانا محمد شاہ امروٹی نے ریشمی رومال کا راز افشا کرنے والے لوگوں کے نام بتانے سے گریز کیا اور صرف اتنا کہا کہ "وہ ہمارے بزرگ ہی تھے" مگر صحافیوں کے اصرار پر آخر انہوں نے یہ راز افشا کر ہی دیا اور ان بزرگوں کے نام بھی بتا دیئے۔ لیکن بعد میں جب مولانا کا یہ انٹرویو شائع ہوا تو اس میں یہ نام ظاہر نہیں کئے گئے تھے۔ مولانا کی جانب سے ان ناموں کا انکشاف یقیناً ضبط تحریر میں لانے کا متقاضی ہے تاکہ تاریخ کا ریکارڈ درست ہو سکے۔ لیکن اس سے پہلے تحریک خلافت اور ریشمی رومال کا کچھ تذکرہ ضروری ہے۔

برصغیر ہندو پاک میں مسلمانوں کی جدوجہد آزادی اور دنیا بھر کے مسلمانوں میں اتحاد و یکجہتی کی جدوجہد میں دارالعلوم دیوبند کے علماء کا کردار نہایت اہم ہے۔ جن میں شیخ الہند مولانا محمود الحسن' مولانا ابوالکلام آزاد' مولانا حسین احمد مدنی' مولانا عبیداللہ سندھی' مولانا تاج محمود امروٹی' میاں غلام محمد اور شیخ عبدالرحیم کے ساتھ تھانوی خانوادے کے اکابرین بھی شامل ہیں۔ تحریک احیائے خلافت عثمانیہ ہو یا ترک موالات کی تحریک' سندھی تحریک کی مزاحمت ہو یا کوئٹ انڈیا کی جدوجہد' آزادی کی تاریخ کا ہر باب ان کے تذکرے کے بغیر بے معنی ہے۔

مسلمانوں نے جب یہ محسوس کیا کہ انگریز حکمران ہندوؤں کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے مسلمانوں کو زندگی کے ہر میدان میں پسماندہ رکھنا چاہتے ہیں۔ خلافت ترکیہ (عثمانیہ) کے حصے بخرے ہونے لگے ہیں اور مسلمان اپنے سیاسی مرکز سے محروم ہو [illegible] رہے ہیں۔ تو قوم کے درد مندوں نے جن میں شیخ الہند مولانا محمود الحسن' قائد

انقلاب مولانا عبید اللہ سندھی اور مولانا تاج محمود امروٹی پیش پیش تھے۔ افغانستان کے حکمران امان اللہ خان سے رابطہ کر کے اسے اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ سرزمین ہند کے حریت پسند مسلمانوں کو حربی امداد بہم پہنچائے اور ہجرت کر کے آنے والے مسلمانوں کو افغانستان میں قبول کرے۔ شیخ الہند مولانا محمود الحسن کی ہدایات پر کام کرنے والی اس تحریک کے صدر مولانا سندھی نے انگریز سامراج سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے روسی رہنما لینن سے بھی ملاقات کی اور تعاون طلب کیا۔ تحریک خلافت کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کیلئے ایک فوج بھی تشکیل دی گئی جسے جنود ربانیہ کا نام دیا گیا اور مولانا تاج محمود امروٹی اس کے لیفٹننٹ جنرل کمانڈر انچیف مقرر ہوئے۔ دوسری طرف سیاسی سطح پر ہندوستان بھر میں خلافت کانفرنسیں منعقد کی گئیں جو حکمرانوں کی معاندانہ کارروائیوں اور طرح طرح کی پابندیوں کے باوجود بہت کامیاب رہیں۔ بمبئی، حیدر آباد، لاڑکانہ اور جیکب آباد کی خلافت کانفرنسیں خصوصاً تاریخی اہمیت کی حامل تھیں۔

اس دوران انگریزوں نے سعودی عرب کے حکمران کو اپنے ساتھ ملا لیا اور مختلف دوسرے ہتھکنڈوں سے خلافت عثمانیہ کا خاتمہ کر دیا۔ لیکن ہندوستان میں خلافت تحریک جاری رہی اور اس کا مقصد ملک کو انگریزوں کی غلامی سے نجات دلانا قرار پایا۔ جنود ربانیہ کی تشکیل کے بعد مولانا عبید اللہ سندھی نے دین پور، امروٹ اور حیدر آباد کے چند دیگر ساتھیوں کے ساتھ افغانستان تک سروے کیا۔ کیمپوں کیلئے مختلف مقامات مقرر کئے گئے۔ جنود ربانیہ کو رسد کی فراہمی اور مہاجرین کو افغانستان تک پہنچانے کیلئے راستے متعین کئے گئے۔ کابل میں مہاجرین کی آباد کاری اور سندھ سے ان کی روانگی وغیرہ کے تمام تر انتظامات مولانا تاج محمود امروٹی کے ہاتھ میں تھے۔ سو سندھ سے مسلمانوں کا پہلا قافلہ جان محمد جونیجو کی قیادت میں کابل گیا جس میں کھول بلوچوں کا تقریباً پورا قبیلہ اور بعض دیگر قبائل اور برادریوں کے افراد شامل تھے۔ بہت سے مہاجرین کے واسطے پشاور کیلئے ایک خصوصی ٹرین کا اہتمام کیا گیا لیکن انگریز حکومت کو اس ہجرت کے اصل مقاصد کا پتہ چل گیا اور یہ اسپیشل ٹرین نہ چلنے دی گئی۔ اس طرح دوسرا قافلہ کابل نہ جا سکا۔ اس سلسلے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ افغان حکمران امان اللہ خان اندر سے انگریزوں کا خیر خواہ تھا اور اس نے الف سے ی تک تمام معاملہ انگریزوں کو بتا دیا تھا۔

اس تحریک کے دوران تمام تر خفیہ پیغام رسانی کاغذ کی بجائے ریشمی رومالوں کے ذریعے ہوتی تھی۔ پیغام کو خفیہ اشاروں میں رومال پر ریشم سے کاڑھ دیا جاتا تھا اور پھر پیغام رساں کی صدری کے اندر سی دیا جاتا تھا کہ تلاشی ہو تو پکڑا نہ جا سکے۔ اسی باعث یہ تحریک "ریشمی رومال کی تحریک" کے نام سے معروف ہوئی۔ بہر حال انقلاب لانے کیلئے انتظامات مکمل کرنے کے بعد تحریک کے بڑوں کی طرف سے ایک تاریخ مقرر کر دی گئی اور اسی تاریخ سے ملک کے اندر اور باہر سے انگریزوں کے خلاف بیک وقت مسلح کارروائیوں کا آغاز ہونا تھا۔ یہ تاریخ کوڈ الفاظ میں ایک ریشمی رومال پر کاڑھ دی گئی اور اس رومال کو دین پور شریف پہنچا دیا گیا۔ یہی وہ وقت تھا جب انگریزوں کو اس پروگرام کی خبر ہو گئی اور انہوں نے ثبوت کی برآمدگی کیلئے دین پور میں مولانا عبید اللہ سندھی کی اقامت گاہ پر چھاپہ مارا۔ مولانا سندھی نے رومال برتنوں کے ٹوکرے میں ڈال دیا اور چھاپہ مار پارٹی کی اس طرف توجہ ہی نہیں گئی۔ پھر امروٹ شریف میں مولانا تاج محمود امروٹی کے ہاں چھاپہ پڑا مگر رومال یہاں سے نکل چکا تھا۔ لیکن تیسرے چھاپے میں انگریزوں کو ناکام نہیں لوٹنا پڑا اور ریشمی رومال جو اس وقت حیدر آباد میں بھارت کے پہلے مسلمان صدر جناب ذاکر حسین کے بھائی شیخ عبد الرحیم کے پاس پہنچ چکا تھا۔ پکڑا گیا۔ پھر گرفتاریاں شروع ہوئیں اور انقلاب کیلئے جنود ربانیہ کا پروگرام سبوتاژ ہو گیا۔

اپنے انٹرویو میں مولانا محمد شاہ امروٹی نے دل گرفتہ ہو کر بتایا کہ انگریزوں کو ریشمی رومال کے اس سفر کی اطلاعات لمحہ بہ لمحہ مل رہی تھیں اور یہ لنگا گھر کے ایک بھیدی نے ڈھائی تھی۔ اور یہ تھے مولانا اشرف علی تھانوی۔ مولانا امروٹی کے بقول مولانا تھانوی کہتے تھے کہ انگریزوں کے خلاف کچھ نہ کیا جائے بلکہ ان کی سرپرستی میں رہ کر مسلمانوں کیلئے فوائد حاصل کئے جائیں۔ وہ چونکہ دار العلوم دیوبند کے اکابرین میں سے تھے اس لئے انہیں تحریک خلافت اور جنود ربانیہ کے تمام پروگراموں سے آگاہی رہتی تھی۔ انہوں نے ریشمی رومال کی حقیقت اور انقلابی کارروائیوں کیلئے طے کردہ تاریخ سے اپنے گھر والوں کو آگاہ کر دیا اور ان کے بھائی نے جو انٹیلی جنس کے ایک اعلیٰ افسر تھے پورے قصے سے انتظامیہ کو خبردار کر دیا۔

مولانا محمد شاہ امروٹی کو پیری اور ضعف کے سبب مولانا اشرف علی تھانوی کے اس بھائی کا نام یاد نہیں رہا تھا اس لئے ہم نے مولانا ارشاد الحق تھانوی سے ٹیلی فون پر رابطہ کیا اور مولانا اشرف علی تھانوی کے "برادران" کے بارے میں معلومات چاہیں۔ جس پر انہوں نے بتایا کہ مولانا کے صرف ایک بھائی تھے جن کا نام مظہر علی تھا اور وہ ہند میں برطانوی سرکار کے ایک اعلیٰ عہدے پر فائز تھے۔ یعنی سی آئی ڈی کے افسر اعلیٰ تھے۔ انہوں نے تقسیم ہند سے پہلے ہی ریٹائرمنٹ لے لی تھی اور حج پر چلے گئے تھے جہاں سے واپس آنے کے بعد ۱۹۵۰ء میں انتقال کر گئے۔ مولانا اشرف علی تھانوی اور مظہر علی کی مائیں الگ الگ تھیں۔ مظہر علی کی والدہ کے بطن سے ایک بچی بھی تھی جن کی شادی مولانا ظہور الحق تھانوی سے ہوئی۔ اور ان کے بطن سے مولانا ارشاد الحق تھانوی اور مولانا احتشام الحق تھانوی پیدا ہوئے۔

اگرچہ ہندوستان میں وقتاً فوقتاً اٹھنے والی آزادی کی تحریکوں

> مولانا عبید اللہ سندھی نے انگریز سامراج سے چھٹکارا پانے کے لئے روسی رہنما لینن سے تعاون طلب کیا

مکالمۃ الصدرین

یعنی

صدر جمعیۃ علماء اسلام اور صدر جمعیۃ علماء ہند

و دیگر ارکان جمعیۃ علماء ہند کا وہ سیاسی مکالمہ

جو مسائل حاضرہ کے متعلق باہم ہوا

جس نے

موجودہ مسائل کے اختلافی پہلو ایسے روشن کر دیئے ہیں کہ

کسی تاویل و حیلہ کی گنجائش نہیں رہی

باہتمام احقر محمد زکی دیوبندی

دار الاشاعت دیوبند ضلع سہارنپور

صفحہ ۹ ، ۱۰ کی مطلوبہ عبارت کا عکس

دیکھیے حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے آپ کے مسلم بزرگ و پیشوا تھے۔ ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سُنا گیا کہ اون کو چھ سو روپیہ ماہوار حکومت کی جانب سے دیئے جاتے تھے۔ اسی کے ساتھ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ گو مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو اس کا علم نہیں تھا کہ روپیہ حکومت دیتی ہے۔ مگر حکومت ایسے عنوان سے دیتی تھی کہ ان کو اس کا شبہ بھی نہ گذرتا تھا۔ اب اسی طرح اگر حکومت مجھے یا کسی شخص کو استعمال کرے مگر اس کو یہ علم نہ ہو کہ اُسے استعمال کیا جارہا ہو تو ظاہر ہے کہ وہ شرعاً اس میں ماخوذ نہیں ہو سکتا۔

دار العلوم دیوبند معاون سرکار ہے
(انگریز ایجنٹ کی خفیہ رپورٹ)

پروفیسر محمد ایوب قادری
کی تصنیف "مولانا محمد احسن نانوتوی"
کے ایک صفحہ کا عکس

مادہ تاریخ تعمیر "اشرف عمارات" سے نکالا ہے ۱۲۹۲ھ برآمد ہوتے ہیں چونکہ تعمیر کا سال آئندہ سال ہی شروع ہوا اس لئے ۱۲۹۳ھ کو سال تعمیر قرار دیا گیا[1]

اس مدرسہ نے یوماً فیوماً ترقی کی ۳۱ جنوری ۱۸۷۵ء بروز یکشنبہ لفٹنٹ گورنر کے ایک خفیہ معتمد انگریز مسمی پامر نے اس مدرسہ کو دیکھا تو اس نے نہایت اچھے خیالات کا اظہار کیا اس کے معائنہ کی چند سطور درج ذیل ہیں[2]

"جو کام بڑے بڑے کالجوں میں ہزاروں روپیہ کے صرف سے ہوتا ہے وہ یہاں کوڑیوں میں ہو رہا ہے جو کام پرنسپل ہزاروں روپیہ ماہانہ تنخواہ لے کر کرتا ہے وہ یہاں ایک مولوی چالیس روپیہ ماہانہ پر کر رہا ہے یہ مدرسہ خلاف سرکار نہیں بلکہ موافق سرکار ممد معاون سرکار ہے یہاں کے تعلیم یافتہ لوگ ایسے آزاد اور نیک چلن (و سلیم الطبع) ہیں کہ ایک کو دوسرے سے کچھ واسطہ نہیں کوئی فن ضروری ایسا نہیں جو یہاں تعلیم نہ ہوتا ہو صاحب مسلمانوں کے لئے تو اس سے بہتر کوئی تعلیم اور تعلیم گاہ نہیں ہو سکتی اور میں تو یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ غیر مسلمان بھی یہاں

---

[1] اس سلسلہ میں راقم کا ایک مقالہ "تحریک دیوبند" مجریہ روزنامہ انجام کراچی مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۶۲ء ملاحظہ ہو

[2] اخبار "انجمن پنجاب" لاہور مجریہ ۱۹ فروری ۱۸۷۵ء بحوالہ تاریخ صحافت اردو جلد دوم (حصہ اول) از مولانا امداد صابری ص ۳۳۳-۳۳۴ مطبوعہ دہلی (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

القاسم

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما انا قاسم واللہ یعطی

علمی - مذہبی - اخلاقی - تمدنی - تاریخی - ماہوار رسالہ

نمبر ٦ بابت ماہ محرم الحرام ١٣٣١ جلد ٣

خاکسار حبیب الرحمن مدیر رسالہ نے

مدرسہ عالیہ دیوبند سے شائع کیا

مطبع قاسمی واقع مدرسہ عالیہ عربی دیوبند میں اپنے اہتمام سے چھپوایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہز ایکسیلنسی وائسرائے پر حملہ

یونیورسٹی کی تعلیم جس میں مذہبی علوم کا کوئی حصہ شامل نہ ہو۔ دنیاوی ترقی کے لئے خواہ کسی حد تک مفید سمجھی جائے لیکن اسلام جیسی شریعت (جس کے امن میں خدشہ ہو) کا منشا نہیں تعلیم قرار دیجاتی ہے۔ مذاہب میں حقوق شناسی اور وفاء عہد کی وجہ سے نظیر روح موجود رہتی ہے جس سے اس قسم کے خیالات پیدا ہونا ممکن ہی نہیں۔

بدقسمتی سے ہند میں مغربی تعلیم کے ساتھ ساتھ بم بازی بھی ترقی پر ہے۔ گذشتہ چند سالوں میں متعدد وارداتیں ہوئیں۔ لیکن ان سب سے زیادہ قابل نفرت اور امن پسند قلوب کو ہلا دینے والا وہ حادثہ ہے۔ جس میں ہز ایکسیلنسی لارڈ ہارڈنگ جیسے مہربان اور عادل وائسرائے پر بوقت شاہی ورود دہلی ٢٣ دسمبر ١٩١٢ء کو (جو تاریخ ہند کے نئے دور کا پہلا دن تھا) کسی غیر معلوم شخص نے بم پھینکا۔ اور ہز ایکسیلنسی وائسرائے سخت زخمی ہوئے۔

دار العلوم کے اہل شوریٰ - اساتذہ - موجودہ طلبہ - پرانے طلبہ (جمعیۃ الانصار) اس حادثہ کو اشد محسوس کرتے ہیں۔ مولانا محمد احمد صاحب مہتمم دار العلوم نے دار العلوم کے تمام دوستوں کی طرف سے اظہار ہمدردی اور غصہ و نفرت کا تار دیا۔ جسکا جواب نہایت شکریہ آمیز الفاظ میں آیا۔

الحمد للہ کہ ہز ایکسیلنسی وائسرائے کی جان پر ہرگز گزند نہیں آیا۔ اور لیڈی ہارڈنگ محفوظ رہیں۔ اور بفضلہ تعالیٰ حضور وائسرائے کی صحت روز بروز کامیابی کے ساتھ روبترقی ہے۔ امید ہے کہ عنقریب ہز ایکسیلنسی بذات خود اپنی کونسل کا افتتاح دہلی میں فرمائینگے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ

میں تو ادہر ادہر سے ہٹ کر ایک خدا کی طرف لگ گیا ہوں جو زمین اور آسمان کو پیدا کیا اور میں مشرکوں میں نہیں ہوں

الھدیٰ

[illegible]

جلد ۷	بابت ماہ رجب المرجب ۱۳۴۸ھ	نمبر ۳ (?)

باب التفسیر

إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۝

(ترجمہ) بیشک تیرا رب بہتر جانتا ہے اس شخص کو جو اس کے راستے سے بھٹکا ہوا ہے اور وہ بہتر جانتا ہے ان لوگوں کو جو ہدایت یافتہ ہیں

(تفسیر) گذشتہ سطور میں ہم لکھ آئے ہیں کہ کفار حضور علیہ السلام کو مجنوں کہا کرتے جس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے اس خیال باطل کو رد کیا اور بجائے مجنوں ہونے کے حضور علیہ السلام کو مجمع اخلاق اور مورد کرامات ثابت کیا اس کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو خوب علم ہے کہ صراط مستقیم سے کون دور پڑا ہے۔ ہدایت یافتہ کون لوگ ہیں؟ مطلب یہ ہے کہ ہمارا رسول اور آپ کے متبعین راہ راست پر ہیں اور تم لوگ حق سے ہٹ کر بادیہ ضلالت میں سرگردان پھر رہے ہو۔ اور اس آیت میں اشارہ ہے کہ مجنوں درحقیقت وہ لوگ ہوتے ہیں جو بسبب محبت دنیا کے معصیت میں گرفتار ہوں نہ وہ لوگ جنہوں نے دنیا میں سے صرف بقدر ضرورت پر قناعت کر کے اپنے مولیٰ سے قطع تعلق نہیں کیا جس کی طرف بالآخر سب کا مآل ہے۔

فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِينَ

[illegible]

کفار ہمیشہ اس امر کی خواہش کیا کرتے کہ اگر جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہمیں [illegible]

مخلص خالص الاعتقاد مسلمان کو اپنے مقاصد کی تکمیل میں ہم خیال بنانے اور مددگار
بنانے کی خاطر۔ ورنہ عملی طور پر نہ تو انہیں دینی حمایت مطلوب ہے اور نہ وہ
ان کو ضروری سمجھتے ہیں الا ماشاء اللہ۔ اس گئے گذرے زمانہ میں مدرسہ عالیہ
دیوبند کا وجود مسلمانوں کے لئے چشمہ فیض ربانی کا کام دے رہا ہے اور سچ پوچھو
اس کی بنیاد ایسے مقدس ہاتھوں سے رکھی گئی تھی جنہیں بجز اخلاص حرکت کرنا حرام تھا
کاش مسلمان اس سرچشمہ کے آب زلال سے سیراب ہونے کی خواہش ظاہر کریں
سال گذشتہ میں وہاں کے سرگرم ممبران کی صوابدید سے جمعیۃ الانصار کا سلسلہ
جاری ہوا ہے جس کا وجود ابر رحمت سے کم نہیں۔ لہٰذا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے
مفصل قواعد کی ایک کاپی مہتمم مدرسہ سے طلب کر کے جمعیۃ الانصار کی ممبری قبول
ذیل میں مفصل قواعد کے ضمیمہ کی نقل دی جاتی ہے جس سے بقدر ضرورت
مبارک مجلس کی ضرورت اور عظمت کا ناظرین کو علم ہو سکتا ہے۔ (ایڈیٹر)

ضمیمہ قواعد و مقاصد۔ الانصار دیوبند

(۱) جمعیۃ گورنمنٹ انگلشیہ کی جس کے ظل عاطفت میں ہم نہایت آزادی کے
ساتھ مذہبی فرائض ادا کرتے ہیں۔ اور مذہبی تعلیم کی ترقی کے لئے ہر قسم کی کوشش کر
سکتے ہیں) پوری وفادار رہیگی۔ اور انارکسٹانہ کوششوں کے قلع و قمع میں اپنے اثر
سے پورا کام لیگی۔

(۲) جمعیۃ اپنے فرائض (یعنی مدرسہ کی تعلیمی۔ انتظامی۔ مالی ترقی) کی تعیین و تشخیص
کے لئے پانچ شعبے قرار دیتی ہے۔ (الف) تکمیل التعلیم (ب) نظام التعلیم
(ج) الارشاد (د) التالیف والاشاعۃ (ہ) جلسہ علمیۃ

(۳) جمعیۃ الانصار کے شعبہ جمعیۃ تکمیل التعلیم کا فرض ہوگا کہ مدرسہ عالیہ دیوبند
کے موجودہ نصاب ختم کرنے والے حضرات کے لئے جو درجہ تکمیل کھولا جاتا
ہے اس کی ضروریات مہیا کرے۔

تشریح

درجہ تکمیل میں حضرت مولانا محمد قاسم قدس اللہ سرہ العزیز کی تالیفات